خاندان شریفی کی تین سو سالہ روایات کا ترجمان

اجمل

ماہنامہ

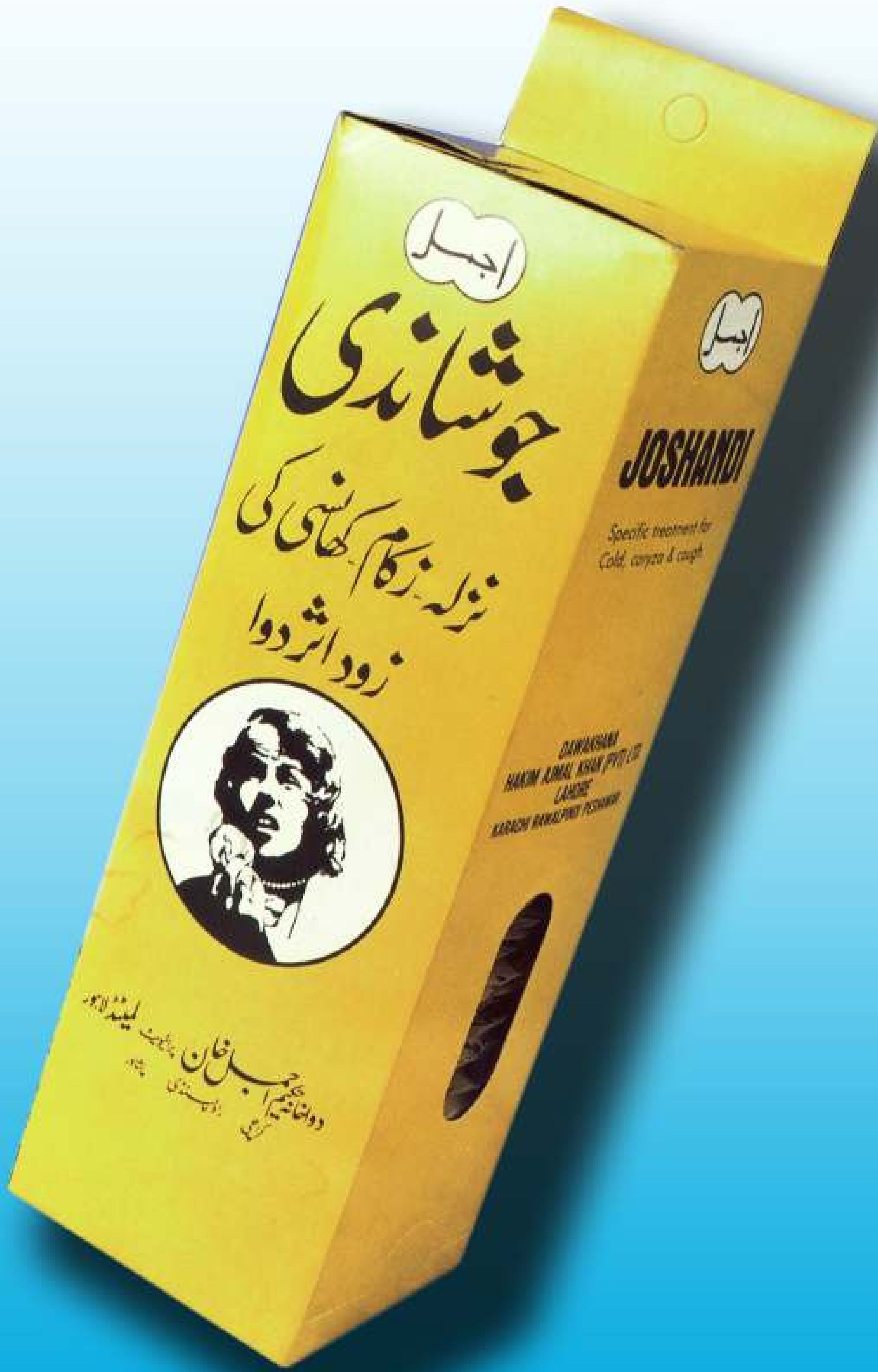
اجمل

لاہور



یکے از مطبوعات

دواخانہ حکیم اجمل خان (پرائیویٹ) لمیٹڈ



اجمل
جوشاندی
نزلہ۔ زکام۔ کھانسی کی
زود اثر دوا
دواخانہ حکیم اجمل خان
اجمل
JOSHANDI
Specific treatment for
Cold, coryza & cough.
DAWAKHANA
HAKIM AJMAL KHAN (PVT) LTD
KARACHI RAWALPINDI PESHAWAR

رجسٹرڈ سی پی ایل نمبر ۲۵۶

ماہنامہ
اجمل
لاہور

جلد نمبر۲ جولائی سنہ ۱۹۹۷ء ربیع الاول ۱۴۱۸ھ شمارہ نمبر ۱۳

مدیر اعلیٰ: مُنیر نبی خان

نائب مدیر: حکیم عبدالستار خاں نیازی

محترمہ مہر جہاں بیگم چیف ایگزیکٹو دواخانہ حکیم اجمل خاں (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور کے زیر اہتمام میسرز ورشائل پرنٹرز لاہور سے شائع کیا

عِلمی، اَدبی، طِبّی، مُجلّہ

خاندان شریفی کی تین سو سالہ روایات کا ترجمان

قیمت — میزان

صوبہ سرحد اور حکیم اجمل خان

مقام اشاعت

دواخانہ حکیم اجمل خاں (پرائیویٹ) لمیٹڈ، ریلوے روڈ لاہور

فیکس ۷۱۲۰۵۴۲ ○ ٹیلیفون ۷۳۵۴۲۲۶

قیمت فی شمارہ ---- ۱۵ روپے

سالانہ چندہ ---- ۱۲۰ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القرآن

اگر مسلمانوں کے دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو اُن میں ملاپ کرادو۔ پھر اگر ان میں سے ایک دُوسرے پر زیادتی کرتا چلا جائے تو تم سب اُس زیادتی کرنیوالے سے لڑو۔ یہاں تک کہ اللہ کے حکم پر واپس آجائے۔ پھر اگر واپس آگیا تو ان میں برابری سے انصاف کرادو۔ اور انصاف کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(سورۃ الحجرات۔ پ۲۶ آیت ۹)

الحدیث

حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہتے ہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتادوں جس کا درجہ۔ روزہ۔ صدقہ۔ اور نماز کے درجہ سے بڑھا ہوا ہو۔ حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا ضرور بتایئے، فرمایا وہ ہے آپس کی لڑائی میں صلح کرا دینا۔ اور اس کے برعکس آپس میں لڑائی جھگڑا ساری بھلائیوں کو مٹا دیتا ہے۔

تشریح :۔ حدیث کا مطلب صاف ہے کہ آپس کے تعلقات کا سنوارنا نفلی عبادات سے بھی زیادہ کارِ خیر ہے۔ آپس کا جھگڑا نیکیوں کو ختم کر دیتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف)

ایڈیٹر کے قلم سے

بچپن نادان تھا سو گزر گیا۔ لڑکپن کھیل کود کی نظر ہوا اور چلتا بنا۔ جوانی تو خیر۔۔۔۔ سو وہ بھی نہ رکی۔ سورج مشرق سے اٹھا اور جا بیٹھا مغرب میں، اب وقت سے کیا گلہ، وہ تو روزِ اوّل سے کسی کی پکڑ میں نہ آیا نہ آئے گا۔

یہ کہنا کہ دفتر میں ہر وقت مصروف رہتا ہوں، غلط ہے، ایک دن وقت گن رہا تھا کہ گھنٹی فون کی بجی، اٹھایا، بات کی، دوسری طرف بڑے صاحب بول رہے تھے وقت مانگا۔ فوراً کہا "صاحب بس آ جائیں"۔ جلدی اس وجہ سے بلایا کہ جب بچپن، لڑکپن اور جوانی نہ رکی تو میں کون ہوتا ہوں بن بلائے مہمان کو روکنے والا۔

ملاقات ہوئی شربت توت سیاہ استعمال کرنے کا مشورہ دیا۔ فرمانے لگے "لوگ کہتے ہیں آپ کی ادویات اچھی ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو پھر تحقیق کا فقدان کیوں ہے؟"

بولا "دیکھئے نا، طبِ یونانی میں تحقیق روزِ اوّل سے جاری و ساری ہے۔ تب ہی تو لوگ صدیوں پرانے طریقہ علاج کی طرف آتے ہی جا رہے ہیں۔ رہا سوال تحقیق کا تو جناب سن لیجئے لوگوں کو گلہ تحقیق سے نہیں، نوعیتِ تحقیق سے ہے۔ سو وہ ٹھیک ہے۔"

جب جواب صاحبِ مہمان کے چہرہ پہ اطمینان دیکھا تو پھر بول اٹھا "جناب جب لوگ ہمیں فن کا بانی کہتے ہیں اللہ چاہے گا تحقیق کا بانی بھی ضرور کہنے لگیں گے۔"

تحقیق کی ابتداء تو کر ہی دی ہے۔ ذرا سوچئے جب بچپن چلتا بنا۔ لڑکپن نہ ٹھہرا۔ جوانی بھی نہ رکی۔ تو پھر اب فنِ طب میں تحقیق کس طرح رک سکتی ہے۔"

منیر نبی خان

اللہ کے نام

حکیم مشیر نبی خان

یَاغَنِیُّ خاصیّت :۔ اگر دکاندار یا سوداگر دکان یا تجارت کے مکان کا قفل کھولنے سے پہلے ستّر مرتبہ **یَاغَنِیُّ** پڑھے گا انشاءاللہ مال تجارت میں برکت ہوگی کبھی نقصان نہ ہوگا۔

یَامُغْنِیْ خاصیّت :۔ جو شخص اپنی بیوی کے پاس جانے سے پہلے ستّر مرتبہ اس نام کو پڑھے گا، عورت اس کی کبھی رحم کے مرضوں میں مبتلا ہوکر دائیوں حکیموں کی محتاج نہیں ہوگی۔

یَامَانِعُ خاصیّت :۔ اگر کسی عورت کا خاوند عورت پر خفا بہت ہوتا ہو یا آقا نوکر پر ناراض زیادہ ہوتا ہے اکیس مرتبہ اس نام کو پڑھ کر صبح و شام خاوند یا آقا کی طرف دَم کرے خواہ سامنے سے خواہ پیٹھ کے پیچھے سے انشاءاللہ تھوڑے سے دنوں میں یہ ساری شکایتیں دور ہونگی۔

یَاقَیُّوْمُ خاصیّت :۔ صبح صادق کے بعد سے سورج نکلنے تک بے تعداد اس نام کو پڑھنا دلوں کی تسخیر کے لیے اکسیر ہے اور بزرگانِ دین کا مجرب ہے۔

یَاوَاجِدُ خاصیّت :۔ جو شخص رات کے اندھیرے میں کسی خلوت کی جگہ اس نام کو ایک ہزار گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھے گا غیب سے اسے تونگری نصیب ہوگی۔

یَامُبْدِئُ خاصیّت :۔ اگر کسی شخص کی بیوی کا حمل ساقط ہوجاتا ہو نوّے مرتبہ پڑھ کر کلمہ کی انگلی حاملہ کے پیٹ کے گرد پھیرے دائرہ کھینچنے کی طرح سے، پھر سات دن تک برابر اس عمل کو کرتا رہے انشاءاللہ حمل کچّا اور بے موقع ساقط نہ ہوگا۔

یَامُعِیْدُ خاصیّت :۔ اگر کوئی شخص مالدار تھا پھر تنگدست مفلس ہوگیا یا تندرست تھا دائم المرض ہوگیا یا عابد زاہد تھا اب عبادت چھوٹ گئی اور وہ یہ چاہے کہ میری پہلی سی حالت ہوجائے تو اکیس روز تک **یَامُعِیْدُ** گیارہ ہزار مرتبہ پڑھے انشاءاللہ تعالیٰ تھوڑے سے دنوں میں وہی گزشتہ حالت پیدا ہوگی۔

یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ خاصیّت :۔ اگر کوئی عورت خاوند کی نظروں میں گر گئی ہو ایک ہزار مرتبہ ہر روز وہ عورت یہ نام مبارک صبح و شام جس وقت چاہے پڑھے۔ اکیس دن میں خاوند کی نظر میں چڑھ جائے گی۔ اسی طرح اگر کوئی ملازم آقا کی نظروں سے گر گیا وہ بھی اسی عمل کو کرے بہت کچھ مجرب عمل ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بشکریہ :-

- عرفان عزیز خان
- نعمان عزیز خان
- سہیل عزیز خان

اَلرَّحمَان

تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ۔

سورۃ الرحمان میں اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں سے سوال کر رہا ہے، کہ اس کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ۔
بے شک اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اَن گنت ہیں ۔ وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو صبح و شام اس کی نعمتوں کا شکر کرتے رہتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کی کیا یہ نعمتیں کم ہیں کہ اس نے خاندان کو عزت ، برکت ، رحمت ، خدمت اور شفا سے نوازا جو من جانب اللہ ہے ۔ ہم جتنے بھی سجدے اور شکر ادا کریں، انشاءاللہ اس کی طرف سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

کیا اللہ تعالیٰ کی یہ نعمتیں کم ہیں ۔

- کہ اس خاندان کے پاس ۔ موئے مبارک ۔ ہے
- کہ اس خاندان کے پاس ۔ مواجہ رسُولؐ کا غلاف ۔ ہے
- کہ اس خاندان کے پاس ۔ قدیم غلافِ کعبہ ۔ ہے
- کہ اس خاندان کے پاس ۔ مواجہ رسُولؐ کی قدیم موم بتیاں ۔ ہیں ۔
- کہ اس خاندان کے پاس ۔ قدیم جاروب حرمین ۔ ہیں ۔
- کہ اس خاندان کے پاس ۔ کلاہ مبارک حضرت امام حسینؓ ہے ۔ جس کا (عکس) صداقت نامہ پیش ہے ۔

اہل خاندان تو ان تمام چیزوں سے بخوبی واقف ہیں ۔ عام الناس کو سب سے پہلے اطلاع آل انڈیا ریڈیو کے ذریعے ہوئی ۔ ٹائمز آف انڈیا نے اس خبر کو سرورق پر چھاپا ۔

پاکستان میں روزنامہ جنگ لاہور کو یہ شرف حاصل ہُوا اور سرورق پر یہ خبر چھپی (روزنامہ جنگ ۔ جلد ۴ ۔ اتوار ۱۶ محرم الحرام سنہ ۱۴۰۴ھ ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۸۳ء ، ۸ کالم ب ۔ ۴۰ ۔ ۲ ، نمبر ۲۳ ۔

حضرت امام حسینؓ کے کلاہ مبارک کی موجودگی کا علم ہونے پر جے پور مسلمانوں کیلئے اہم زیارت گاہ بن گیا ۔

نئی دہلی (ریڈیو رپورٹ) جے پور مسلمانوں کے لیے ایک اہم زیارت گاہ بن سکتا ہے ۔ اس امر کا انکشاف ٹائمز آف انڈیا نے اپنی تازہ ترین اشاعت میں کیا ہے ۔ اخبار کے مطابق یہاں کے ایک مشہور گھرانے میں حضرت رسُول اکرم صلی اللہ و آلہ وسلم کے نواسے حضرت امام حسین کی کلاہ مُبارک کی موجودگی کا پتہ چلا ہے ۔ اخبار کے مطابق اس خاندان میں حضرت محمدؐ کا ایک مُوئے مُبارک بھی تھا جو ایک وصیت کے مطابق پاکستان میں رہائش پذیر اس خاندان کے ایک شخص کو ۱۹۴۹ء میں دے دیا گیا تھا ۔

صداقت نامہ

کلاہ مبارک حضرت امام حسینؑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

حکیم ضیاءالنبی خان

جوشاندہ

ادھر نزلہ، زکام ہوا، ادھر دماغ نے "جوشاندہ" کے لیے جگہ بنانی شروع کر دی۔ آخر کیا وجہ ہے کہ لوگ "جوشاندہ" پر اتنا اعتماد رکھے بیٹھے ہیں؟ اس وقت اس محفل میں حکیم بھی ہیں سائنسدان بھی اور ایک ڈاکٹر صاحب بھی بیٹھے نظر آ رہے ہیں۔ کوئی تو اس سوال کا جواب دے اور خاموشی تو ٹوٹے جواب سے تو سب واقف ہیں تو پھر قصہ تمام کریں" حکیم صاحب ہم جواب سے واقف ہیں یا نہیں ہم تو آپ سے کچھ سننا چاہتے ہیں۔"

اگر یہ بات ہے تو پھر جان جائیں کہ "جوشاندہ" کا استعمال آج کا نہیں صدیوں پرانا ہے۔ حکماء قدیم نے تجربات کئے اور نسخہ ترتیب دیا۔ پھر کیا تھا۔ اس کا استعمال جاری وساری ہو گیا (رسالہ مالاوس)

پھر وہ وقت آیا جب فن نے مغرب کو خیر باد کہا اور اوڑھا مشرقی لبادہ، فن نے جائے پیدائش بدل لی تو کیا "جوشاندہ" کیونکر ساتھ چھوڑتا؟ اس نے تو دامن نہ چھوڑنے کی نوبت ہی نہ آنے دی۔ جب فن مسلمان حکماء کے ہاتھ لگا تو کیا ہوا؟ انہوں نے "جوشاندہ" کا نسخہ تبدیل کیا، اوزان درست کئے اور اللہ کی مخلوق کو صحت یاب کیا۔

اب بتائیں یہ تحقیق نہیں تو اور کیا ہے؟

س ● حکیم صاحب ہم کب کہتے ہیں یہ تحقیق نہیں اسے تو اہل یورپ بھی جانتے اور مانتے ہیں مگر آپ تو صدیوں پرانی بات کر رہے ہیں۔ اس کے بعد مشرق میں تحقیق کا کیا کہنا؟

سوال کرنا تو کوئی آپ سے سیکھے۔ تو اب سنیئے۔ حضرت عبیداللہ احرارؒ کے شجرہ نصب کے لوگوں نے فن کو اپنانا شروع کر دیا۔ اس طرح نسل در نسل یہ فن چلتا رہا۔ اس خاندان کے لوگوں نے بھی "جوشاندہ" کا نسخہ تبدیل کیا یہ تبدیلی ایسے ہی نہیں ہوئی اس کے پیچھے ان کے تجربات اور مشاہدات تھے۔

(قلمی کتب حکیم واصل خاں اوّل)

ان ہی بزرگوں کی اولاد میں سے حکیم شریف خان جو خاندان شریفی کے بانی ہیں۔ اس بزرگ ہستی نے بھی تجربات کئے "جوشاندہ" کے اجزا اور اوزان مکمل کئے، میں آج سے تین سو سال پہلے کی بات کر رہا ہوں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس کے بعد کسی اور کو "جوشاندہ" کے نسخے کو چھیڑنے کی ہمت نہ ہوئی۔

اب بتائیں یہ تحقیق نہیں تو اور کیا ہے؟

س ● حکیم صاحب واقعی آپ کی باتوں میں وزن تو ہے، مگر میرا سوال تو یہ بھی ہے کہ تو تین سو سال پرانی بات ہے

اس کے بعد تحقیق کا کیا بنا ؟

واقعی بات تو تین سو سال کی ہے۔ تو سُن لیں اسی خاندان کے بزرگوں نے "جوشاندہ" کے نسخہ کو قائم رکھا مگر اس میں نباتات کا اضافہ کیا اس طرح سے دس امراض کا کافی و شافی علاج نکالا۔ اب بتائیں یہ تحقیق نہیں تو اور کیا ہے ۔

س ● حکیم صاحب آپ یہ سو سال پہلے کی بات کر رہے ہیں کیا اس کے بعد بھی تحقیق جاری رہی ؟

اس خاندان کے چھوٹے بھی پیچھے نہیں رہے بانی اجمل دواخانہ حکیم محمد نبی خانؒ سے تو آپ بخوبی واقف ہیں ، انہوں نے محسوس کیا کہ لوگ "جوشاندہ" پکانے اور چھاننے میں دقت محسوس کرتے ہیں "جوشاندہ" پر تجربات کرنے لگے نسخہ سے آبی اجزاء نکال لینا تو کوئی مشکل نہیں "جوشاندہ" کے کل اجزاء کا قرص میں لانے کے لیے دو سال تجربات کیے، انتھک محنت اور مریضوں پر آزمانے کا یہ نتیجہ نکلا کہ خدائے بزرگ و برتر نے کامیابی عطا کی اور "جوشاندہ" کی ترقی یافتہ شکل "جوشاندی" کے نام سے عوام تک جا پہنچی۔ آج بھی لوگ جوشاندی کو نزلہ زکام اور کھانسی کی زود اثر دوا مانتے ہیں یہ بھی تو تحقیق ہی ہے نا۔

س ● حکیم صاحب آپ کی بات دل کو لگتی ہے پر یہ ذرا سوچئے کہ اس بات کو بھی چالیس سال کا عرصہ ہونے کو ہے۔ اس کے بعد جوشاندی پر تحقیق کا کیا بنا؟

اس کے بعد یہ بنا کہ "جوشاندی" کے قرصوں کی معیار بندی کچھ اس انداز میں ہوئی، اجزائے ترکیبی میں دو مشہور بائنڈرز (UNIVERSAL BINDER) شامل کئے گئے اور قرصوں کی درج ذیل معیار بندی کی گئی۔ یہ تجربات ۱۹۸۶ء میں کئے گئے۔ (کتابچہ اجمل ریسرچ سنٹر)

۱۔ ایک قرص کا دوسرے سے فرق۔
۲۔ قرصوں کا اوسط وزن ۔
۳۔ قرصوں کا قطر اور اوسط قطر۔
۴۔ قرصوں کا حجم اور اوسط ۔
۵۔ قرصوں کی فی صد ٹوٹ پھوٹ
۶۔ قرصوں کا پانی میں حل پذیری
۷۔ وقت کا تعین ۔
۸۔ رفتار حل پذیری

([illegible])

مختصر یہ کہ فی صد توڑ پھوڑ کے علاوہ دیگر تمام تجربات اور نتائج بھی برطانیہ ، یو۔ ایس ، یورپ کی سرکاری اور غیر سرکاری فرابہ دینوں کے مطابق ثابت ہوئے۔

یہ تحقیق نہیں تو اور کیا ہے ؟

س ● حکیم صاحب اب دل کے ساتھ دماغ بھی مائل سفر ہے اس بات کو بھی تو دس سال ہونے کو ہیں، اس کے بعد اس تحقیق کا کیا بنا ؟

سوال در سوال ۔ ہاں بھئی کٹہرے میں کھڑا ہوں
خاموشی بھی اقرار سمجھی جائے گی کچھ بول ہی ڈالوں ۔

قرصوں کی معیار بندی کی بات تو کر ہی ڈالی اب کیوں نہ "جوشاندی" کے جملہ اجزاء کو جانچ لیں۔ لیجئے پھر تجربات کا دور شروع ہوا۔ کچھ تجربات ہو گئے کچھ ہونے کو ہیں۔ جو ہو گئے ہیں وہ اس طرح ہیں۔

۱۔ کثافت ۲۔ ما بیاتی کثافت
۳۔ گنجائشی کثافت ۴۔ سفوف گرنے کی رفتار
۵۔ وقت اور رفتار کا تناسب ۶۔ زاویہ سکون کی پیمائش

۷۔ اوسط ذرات اور ذرات کی درجہ بندی۔

۸۔ ٹھوس اور سیال کا ملاپ

۹۔ حدِ فاصل میٹر پر نتائج

۱۰۔ تیزابی اور اساسی کیفیت

۱۱۔ سفوف کی رنگت عرقیات میں اور فرق رنگت یو۔ وی لیمپ میں۔

۱۲۔ خورد بینی نتائج وغیرہ وغیرہ۔

یہاں تک تو خدائے بزرگ و برتر نے پہنچادیا آپ نے اتنے سوالات کئے میں نے منع نہیں کیا اب میں خود اپنے سے ایک سوال کرتا ہوں۔ آپ بھی سُن لیجئے۔

"جوشاندہ" میں موجود اجزا۔ کس قسم کے نزلہ زکام میں زیادہ مفید ہے۔ اگر جراثیمی ہیں تو کام بن گیا۔ اگر وائرس۔۔۔۔ تو آپ سے مگروں گا کچھ مہلت۔

کیا ٹی وی، کیا ریڈیو، کیا اخبار ہر سمت ایک ہی آواز ہے۔ آبادی بہت بڑھ گئی۔ جب یہ خبر وائرس کو پہنچی، تو وہ کیوں پیچھے رہتا، اکائی سے نکلا دہائی میں اور پھر سینکڑوں میں۔

کل ہی کا قصہ سن لیجئے بڑا شوق تھا ۲۱ ویں صدی میں داخلے کا شوقِ جنوں میں لیے بیٹھے کمپیوٹر، اب حال یہ ہے کمپیوٹر میرا ہے اور قبضہ وائرس کا۔

آپ بھی اللہ سے مزید وسائل کی دعا کریں پھر دیکھئے ایک ہی یونانی دوا بہت ہے وائرس کی آبادی کم کرنے کے لیے۔

خواھش یہ ہے کہ یونانی ادویات کی معیار بندی کے ایسے طریقے نکالے جائیں جو "اجمل" کا طرۂ امتیاز ہوں۔

مشرقی ادویات کی معیار بندی۔۔۔۔ مشرقی طریقہ انداز سے

پرتوِ جمال

حکیم نیّر واسطی

محمد نبی خان جمالؔ سویدا
طبابت میں یکتا حذاقت میں شیدا

جمال سویدا

آسمانِ علم و حکمت پر جمال
نیّرِ اعظم ہیں نیّر واسطی

حکیم محمد حسن قرشی

رفتہ رفتہ یہ نورِ قلب کی گہرائی میں
یوم قرشی کی ضیا بن کے سماجاتا ہے

حکیم آفتاب قرشی

آباد تھا برسوں سے راوی کے نگر میں
وہ دوست تھا ہم سب کا رفاقت میں تھا یکتا



مثالی

کمال ہے آتے بھی ہیں اور ملتے بھی ہیں۔ حال ہی میں ماہنامہ مثالی طب نے حکیم حافظ محمد اجمل خانؒ اور حکیم محمد نبی خانؒ نمبر نکالا۔ مضامین مثالی۔ رسالہ مثالی۔ لکھنے والے مثالی۔ ادارہ مشکور و ممنون ہے۔

عملیات

ریحانہ نعیم

سُورۃ فاتحہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (فضیلت میں) سب سے بڑی الحمد شریف کی سات آیتیں ہیں (ابنِ حبان) نیز فرمایا ہے کہ سورۃ فاتحہ ثواب میں دو تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے سورۃ فاتحہ کو پڑھا اس نے گویا توریت، زبُور، انجیل اور قرآن شریف کو پڑھا نیز ارشاد ہے کہ سورہ فاتحہ ہر (روحانی اور جسمانی) بیماری کے لیے شفا ہے (دارمی)

سُورۃ بقرہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں (اٰمن الرّسول سے آخر تک) نور ہیں (مُسلم) جس گھر میں پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (مُسلم)

سُورۃ کہف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص سورۃ کہف کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجّال کے شر اور فتنہ سے محفوظ رہے گا (مسلم) نیز فرمایا ہے، جو شخص جمعہ کے روز سورہ کہف پڑھے گا، اس کے لیے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک نُور ہی نُور روشن رہے گا۔

سُورۃ الرّحمٰن

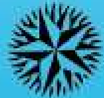
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر چیز کی ایک دولہن ہوتی ہے قرآن کی دولہن یعنی سب سے زیادہ آراستہ و پیراستہ حصہ سُورۃ الرّحمٰن ہے۔

سُورۃ واقعہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر رات کو سُورۃ واقعہ پڑھے، اس کو کبھی فاقہ نہیں ہو گا۔ (بیہقی)

سُورۃ مُلک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیس آیت کی، سورۃ مُلک اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرے گی حتّٰی کہ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے نیز فرمایا ہے، یہ سورت "عذابِ قبر سے" روکنے والی اور نجات دلانے والی ہے (ترمذی)



خاندانِ شریفی

اور

حکماءِ پنجاب

فروری سنہ ۱۹۲۶ء

برادرانِ پنجاب و عزیزانِ پنجاب!

پنجاب میں جس نئی بیداری کا ہماری طبی تحریک کے لیے ظہور ہُوا ہے۔ مجھے اس کی نہایت خوشی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں خود اس کانفرنس میں ایک مرتبہ بھی شریک نہیں ہو سکا۔

صاحبان! یہ پنجاب ہماری اُمیدوں کا گھر ہے اور پنجاب ہی وہ صُوبہ ہے جس نے ابتداء سے لے کر اب تک ہماری طبی تحریک کے ساتھ اپنی گہری ہمدردی کا سب سے زیادہ مسلسل اظہار کیا ہے اور جو نوجوانانِ پنجاب نئے ولولے اور نئے حوصلے، غریب طبِ یونانی کی زندگی اور ترقی کے مقاصد کے واسطے لے کر میدانِ عمل میں اُترے ہیں تو ہم سے زیادہ شاید ہی کسی کو اس پر خوشی ہو گی۔ یہ وہ چیز ہے کہ جس کی ہم آرزو رکھتے تھے اور جس کی ہمیں اپنے مقاصد کے لیے ضرورت تھی مجھے اُمید ہے کہ آپ کی یہ جدوجہد ایک باقاعدہ نظام کی شکل اختیار کرے گی۔ مَیں ہی نہیں سب آپ کے ساتھ ہیں۔

ہم صوبہ پنجاب میں فن کی عمارت تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔

اجمل

خاندانِ شریفی اور صوبہ سرحد کی مہمان نوازی

(اگلے شمارہ میں)

گولڈن جوبلی نمبر ا
حکیم محمد اشرف (نوشہرہ ورکاں)

ناخن اَور تَشْخِیصِ اِمرَاضْ

وہ معالج ہی کیا جو مرض کی تشخیص نہ کر پائے۔ مَیں نے تو کبھی نہیں کہا کہ حکماء حضرات جدید تشخیصی آلات سے فائدہ نہ اُٹھائیں۔ میں کون یہ کہنے والا کہ قدیم طرزِ تشخیص کو نظرانداز کر دیا جائے۔

جدید ہو یا قدیم مقصد ایک ہی ہے "بیمار کو صحت اور صحت مند کی صحت برقرار رکھنا" جدید آلات میں ذرا سی خرابی یا غلطی مرض کو لاعلاج بھی کر سکتی ہے۔ رہا سوال قدیم طرزِ تشخیص کا تو بھائی وہاں بھی تو مہارت، تجربہ، مشاہدہ اور پھر تجویز اہمیت کی حامل ہے۔ سُن لیجئے ایک مشہور فلسفی کا قول "قدیم چیز اس لیے ابتر نہیں کہ وہ قدیم ہے اور جدید چیز اس وجہ سے بہتر نہیں کہ وہ جدید ہے۔ مقصد مریض کو شفا سے ہے جو من جانب اللہ ہے۔ تو پھر کیوں نا دونوں طرزِ تشخیص کو بروئے کار لایا جائے۔"

ہمارے مُلک میں بیشتر حکماء حضرات قدیم طریقہ کے ساتھ ساتھ اب تو جدید طریقہ تشخیص کو اپناتے جا رہے ہیں اور رپورٹ بھی آپ اُردو میں لے سکتے ہیں۔

اس سے پہلے کہ میں ناخنوں سے تشخیص مرض بتاؤں جو اس مقالہ کا مقصد ہے۔ ایک مثال آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

زیادہ دنوں کی بات نہیں۔ حکماء حضرات جونک سے علاج کرنے میں مہارت رکھتے تھے جو اب دیکھنے کو نہیں ملتا۔ اس کے برعکس بی بی سی سے ایک پروگرام دیکھنے کو ملا۔ جہاں جونک سے علاج کرتے دیکھا۔ ایک عورت کی انگلی پر جونک لگائی اور کچھ دیر بعد پھُولی ہوئی انگلی اصل حالت میں آگئی۔ تجربہ کامیاب رہا۔ میرے جیسا حکیم جو کل اہل مغرب کو ناخون دکھلانے کو بیٹھا تھا آج اپنے ہی ناخن دانتوں تلے دبائے ہوئے ہے۔ فلسفی کا قول دماغ میں گھوم رہا ہے۔ وہ کس ذہن کے لوگ تھے۔

- اگر ناخن سفید ہونا شروع ہو جائیں اور سُرخی کم ہوتی چلی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جگر میں کچھ خرابی ہے جس کی وجہ سے مریض قلت الدم کا شکار ہے۔
- اگر ناخن نصف براؤن اور نصف سُرخ ہو جائیں تو یہ علامت گردہ کی خرابی کی نشاندہی کرتی ہے۔
- اگر ناخن گوشت کے ساتھ چمٹے ہُوئے۔ پتلے اور کناروں سے اُبھرے ہوئے ہوں تو یہ جسم میں فولاد اور کیلشیم کی کمی کی علامت

ہے۔ مریض سُرخ ذرات کی کمی کا شکار ہے جس کے باعث گٹھیا وغیرہ میں مبتلا ہو سکتا ہے۔

- ناخنوں کے اوپر بھدے نشانات (خصوصاً چیچک جیسے) جلدی بیماریوں۔ خارش اور فسادِ خون کی علامت ہے اگر یہ نشانات قطار کی شکل میں ہوں تو مریض بالوں سے محروم ہو سکتا ہے۔
- ناخنوں پر سُرخ رنگ کی لکیریں ظاہر کرتی ہیں کہ مریض ہائی بلڈ پریشر کا شکار ہے۔ جلد کی بیماری اور عارضۂ قلب بھی ہو سکتا ہے۔
- اگر ناخن زردی مائل ہوں یا سبز رنگ نمایاں ہو تو یہ علامت گردہ کی خرابی یا ضیق النفس کی علامت ہے۔
- اگر ناخنوں پر دائیں سے بائیں لکیر پڑ جائے تو اس کا مطلب ناخنوں میں غذائیت کی کمی ہے جو چیچک۔ گل سوئے اور امراضِ قلب کا باعث بن سکتی ہے۔
- ناخنوں کا سفید ہونا دوران خون میں کمی۔ دل کے امراض اور ٹشوز میں ہوا کی موجودگی کی خبر دیتا ہے۔
- اگر ناخن درمیان سے زیادہ اُبھرا ہوا ہو اور کنارے پر آ کر اندر کی طرف مڑ جائے تو یہ تپ دق۔ دل کے امراضِ اور امراضِ جگر کی نشاندہی کرتا ہے۔
- اگر ناخن پتلے۔ پیلے اور بے ڈھنگے نظر آئیں تو مریض عارضۂ قلب یا شوگر میں مبتلا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَصلُ کُلِّ دَآءٍ البَردُ (ابنِ عساکر)

(ہر بیماری کا اصل جسمانی ٹھنڈک ہے)

حکیم عبدالستار خان نیازی

اس میں ٹھنڈک سے مراد جسم کی دفاعی صلاحیت میں کمی ہے۔ جیسے کہ ذیابیطس اور ایڈز میں جسم میں بیماریوں کا مقابلہ کرنے والا نظام کمزور پڑ جاتا ہے۔ اور مریض کو ہر روز نئی بیماری آن گھیرتی ہے۔ یہ بیماریوں سے نجات پانے کا بڑا سنہری اصول ہے۔ یعنی بیماری کی تخریب کاری پر ضرور توجہ دی جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جسم کی دفاعی قوّت میں اضافہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ جیسے کہ پھیپھڑوں کی بیماریوں میں دیگر ادویہ کے علاوہ مچھلی کا تیل دیا جانا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دِق کے علاج میں جراثیم کش دوائی کے ساتھ زیتون کا تیل شامل فرما کر جسم کو توانائی مہیا کرنے کا بندوبست فرمایا۔ بیماریوں کے علاج میں شہد اور کھجور کے معالجاتی فوائد زیادہ تر مرض کے باعث کو کم کرنے پر نہیں ہوتے بلکہ یہ جسم کی قوتوں میں اضافہ کرتے ہیں۔

ان امور پر توجہ دینے کے بعد ہمارے پاس بیماریوں سے شفا حاصل کرنے کے لیے یہ اہم نکات حاصل ہوتے ہیں۔

● بیماری فرد کی اپنی غلطیوں سے ہوتی ہے ● علاج کروانا سنت ہے ● معالج کیلئے طبی علوم میں باقاعدہ مستند ہونا ضروری ہے ● علاج میں حرام ادویہ استعمال نہ کی جائیں ● مریض کی خوراک پر زیادہ پابندیاں نہ لگائی جائیں۔ ● جو بھی علاج کیا جائے اس میں مریض کی قوت مدافعت پر خصوصی توجہ دی جائے ● بیماری سے شفا دینے کی طاقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے ● طبیب وہ شخص ہے جس کے ذریعہ شفا عطا کی جاتی ہے ● شفا دینا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے وہی زندگی بھی دیتا ہے اور اُسے چھین بھی سکتا ہے۔ ● اس لیے اگر کسی مریض کو معالج لا علاج قرار دیدیں تو فیصلہ کی شرع محمدی میں کوئی اہمیت نہیں۔ کیونکہ شفا دینے اور نہ دینے کا فیصلہ کسی اور نے کرنا ہے ● علاج کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی صفت شفا سے مدد مدد حاصل کرنے کے لیے ان کلمات سے امداد لی جا سکتی۔ جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غرض کیلئے مرحمت فرمایا ہے ● مرض کے علاج میں شرک، بدعت یا غیر اللہ سے مدد لینے کی کوشش نہ کی جائے ● کوئی بیماری لا علاج نہیں۔ آپ تلاش کریں برکت وہ شافی مطلق عطا فرمائے گا۔

مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاںؒ اور طبی لیکچر

حکیم سید امین الدین احمد

(سِل و دِق)

مَسلُول کی نبض حضرتِ مسیح الملک نے مسلول کی نبض کے متعلق فرمایا کہ مسلول کی نبض ابتدا میں ہمیشہ لیّن ہوتی ہے لیکن آخر میں صُلب ہو جاتی ہے۔ دِقُّ الامعاء میں کچھ عرصہ کے لیے شروع میں لین ہوتی ہے لیکن بعدازاں وہ بھی صلابت کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ جس جانب کا پھیپھڑا ماؤف ہوتا ہے اسی طرف کی نبض عظیم مائل بإشراف پائی جاتی ہے لیکن یہ قابل اعتبار نہیں ہے چونکہ بعض مریضوں میں اس کے خلاف بھی دیکھی گئی ہے۔

مدقوق کی نبض فرمایا مدقوق نبض دقیق، سریع، اور صلب ہوتی ہے اور نبض کی یہ حالت شروع ہی سے ہُوا کرتی ہے۔ جس قدر مرض پُرانا ہوتا جاتا ہے اسی قدر ان حالتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور ساتھ نبض میں ضعف بڑھتا جاتا ہے۔

نیز فرمایا اس مرض میں عموماً مریض نہایت کمزور ہو کر مرجاتا ہے لیکن علاماتِ مرض چاہے کتنی ہی مایوسانہ ہوں مریض آخری وقت تک پُر اُمید ہوتا ہے اور اُس کے ہوش و حواس بجا رہتے ہیں یہ اس مرض کی مخصوص علامت ہے۔

مسیح الملک مرحوم کی مہارتِ تشخیص و نباضی کا ایک واقعہ ۱۹۱۶ء میں مسیح الملک مرحوم ہز ہائی نس نواب خیرپور کے علاج کیلئے تشریف لے گئے۔ نواب صاحب ایک عرصہ سے بخار کھانسی میں مبتلا تھے ذیابیطس کے مریض بھی تھے اور اس کی وجہ سے انہیں کاربنکل بھی نکل چکا تھا۔ اطباء اور ڈاکٹر صاحبان علاج سے عاجز آچکے تھے اور حمیٰ لثقہ کی تشخیص پر سب متفق تھے لیکن حکیم صاحب نے نواب صاحب کی نبض ملاحظہ فرمائی تو اس میں دقت اور صلابت محسوس کی لہٰذا انہوں نے فرمایا کہ اب تک مرض کی تشخیص غلط کی گئی ہے نواب صاحب سِل رئوی یعنی پھیپھڑوں کی سِل میں مبتلا ہیں اور اس کا دوسرا حصہ بھی مکمل ہو چکا ہے لیکن حکیم صاحب کی اس تشخیص پر بعض اطباء کو یقین نہ آیا۔ جب امتحان کیلئے بلغم سول سرجن سکھر بھیجا گیا تو انہوں نے معائنہ کرنے کے بعد جراثیم سِلیہ کی موجودگی کی رپورٹ دی یہ معلوم کر کے تمام اطباء حیران رہ گئے۔

نوٹ آئندہ ماہنامہ اجمل کی اشاعت میں مسیح الملکؒ کا امراض سِل و دق میں طریقۂ علاج اور اس میں کامیابی کے واقعات انشاء اللہ تعالےٰ بیان کئے جائیں گے۔

پاکستان ــــــــــــــ اجمل

گولڈن جوبلی

سلسلہ نمبر ا



صوبہ سرحد کے مشہور شاعر رشید خان باجوڑ نے مسیح الملک حکیم اجمل خان کے حالاتِ زندگی کو کمالِ فن سے جس شاعرانہ انداز میں پیش کیا ہے قابلِ تحسین ہے۔

صوبہ سرحد کے مشہور و معروف گلوکار وحید گل نے اپنی مسحور کن آواز میں اس کو چار چاند لگا دیا۔ عظیم خان جیسے مشہور ریکاڈر نے شاعرانہ کلام عوام تک پہنچانے کا کام نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دے کر جذبہ حُب الوطنی کا ثبوت پیش کیا۔

ادارہ ان تمام لوگوں کی بے لوث خدمت محبت و جذبہ کی قدر کرتا ہے۔

دعوت

مسیح الملک حکیم جمیل خاں نے قائداعظم محمد علی جناح کے اعزاز میں ایک گرینڈ ڈنر دیا
جس میں برصغیر کی نامور ہستیوں کو بھی مدعو کیا گیا۔

سنہ ۱۹۴۱ء

MENU



FIRST TOAST

SOUP

FISH

PULAO AND SHAMI KABAB
AND DAHAI

COLD CHICKEN

KURMA OF BATER

KEEMA PIAZ

CHOP

KABAB OF PATEELIE

COLD PUDDING

ICE CREAM

COFFEE



To Meet

Mr. Mohamed Ali Jinnah

Masihul-Mulk Hakim Jamil Khan

requests the pleasure of the company of

At a Dinner

at Jamil Manzil, Ballimaran,

on Thursday the 27th February 1941 at 8.30 p.m.

R.S.V.P. [illegible]
Ballimaran, Delhi.



قربت
حکیم محمّد نبی خان جمال سویدا امریکن سفیر کے ساتھ


روغن گل
کشنیزی
زمانی
ملین
دیدان
لبوب سبعه


عرق گاؤزبان
عرق پودینہ
عرق مکوہ
عرق اجوائن
عرق منڈی
عرق چہار
عرق گلاب
عرق بادیان

مہرجہاں بیگم

نایاب قلمی کتب

کتبخانہ حکیم محمد نبی خان مرحوم و مغفور

"۲۔ کمیاب ۱۔ نایاب"

●

نام کتاب ——— بحرالجواہر

ضخامت ——— ۲۸۰ صفحات

زبان ——— عربی

خط ——— نستعلیق

علم ——— ادویہ مع طبی لغت

کاتب ——— محمد رمضان اصفہانی

کاتب کے نام کی جگہ کرم خوردہ ہے۔ اصفہانی صاف پڑھا جاتا ہے

قدامت ——— سنہ ۱۱۱۱ھ در شاہجہان آباد

مصنف / مؤلف ——— محمد بن یوسف الطبیب

اہمیت / نوٹ ——— کتاب کے پہلے صفحہ پر ایک مہر حکیم غلام علی خان سنہ ۱۲۱۴ھ کی ہے۔ چند لائنیں علم نجوم کے متعلق لکھی ہوئی ہیں۔ کتاب کے آخر میں چند اشعار اور کوئی عمل درج ہے۔ جو جواہر خمسہ مصنف حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری سے منقول ہے۔

●

شرح کلیاتِ قانون جلد ۲

——— ۴۰۴ صفحات

زبان ——— عربی

خط نستعلیق

علم ——— کلیات

کاتب ——— نامعلوم

قدامت ——— سنہ ۶۹۰ھ

مصنف ——— شیخ الرئیس بوعلی سینا

پہلے صفحہ پر حکیم واصل خان مرحوم کے دستخط ہیں۔ ساتھ ہی تحریر ہے کہ لاہور سے برادر حکیم اجمل خان اول کی معرفت یہ کتاب خریدی۔ پانچ جگہ مختلف تاریخیں مع ہجری سن لکھی ہیں ان میں سے سب سے پرانی سنہ ۶۹۰ھ ہے

●

نام کتاب ——— دلائل الخیرات مع ترجمہ

ضخامت ——— ۱۵۶ ، ورق

زبان	عربی / فارسی
علم	وظائف
کاتب	ملا عبدالصبور
قدامت	۱۰۹۸ ھ
مؤلف	ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر سلیمان

اہمیت و نوٹ :۔ پہلے دو صفحے منقش اور طلائی ہیں، ہر صفحہ پہ چاروں طرف طلائی لائینیں ہیں۔ ورق ۲۴ پہ خانہ کعبہ اور روضہ مبارک کے نقشے طلائی اور رنگین بنے ہوئے ہیں۔ حاجی رحمت اللہ دراتی پوپلزئی کی فرمائش پہ کتابت ہوئی۔ اضافہ کے ساتھ

"پنسل سے والد صاحب نے لکھا ہے یہ کتاب نایاب ہے۔"



نوٹ :۔

محترم جناب وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان کا پیغام ملا رسالہ پریس میں جانے کی وجہ سے چھپ نہ سکا۔ انشاء اللہ اگلے شمارہ میں شامل ہوگا۔

منیر نبی خان

لہسن

عربی ... ثوم، فارسی ... سیر، انگریزی ... گارلک، لاطینی ... ایلیم سٹی وم

خاندان ... للی اے سی

مزاج ... گرم و خشک تیسرے درجے میں، مقدار خوراک ... بقدرِ ضرورت و قوّتِ مریض

خواص | غذا کو ہضم کرتا ہے۔ جراثیم کش ہے۔ خون کو صاف اور رقیق کرتا ہے۔ گٹھیا۔ فالج۔ لقوہ اور رعشہ کو دور کرتا ہے۔ خون کے بڑھے ہوئے دباؤ اور کولیسٹرول کو کم کرتا ہے۔

اقسام
- ۱ - ایلیم سٹی وم
- ۲ - ایلیم ایمپلیوپرزم

دنیا کے بیشتر ممالک کے لوگ لہسن سے واقف ہیں۔ یہ دوا سے زیادہ غذا کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ چند سرکاری اور غیر سرکاری قرابادینوں میں بھی اس کا ذکر ہے۔ پاکستان اور ہندوستان میں تقریباً ہر جگہ اس کی کاشت ہوتی ہے۔

لہسن بنیادی طور پر دو قسم کا ہوتا ہے۔ قسم اوّل جس کو عام لہسن بھی کہتے ہیں کئی پوتھیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ قسم دوم ایک پوتھی لہسن کہلاتا ہے۔ یہ قسم پہلی قسم سے بہتر مگر گراں ہے۔ ان دو اقسام کے علاوہ لہسن کی بہت سی اقسام مختلف جائے پیدائش اور ماہیت کی وجہ سے مختلف ناموں سے پکاری جاتی ہیں۔ مثلاً جنگلی، چھوٹا، پہاڑی، سدا بہار لہسن وغیرہ وغیرہ۔ اس مقالے میں عام لہسن کے خواص تحریر کئے گئے ہیں۔

تاریخ لہسن کا ذکر قدیم طبی کتب میں موجود ہے۔ دو ہزار قبل مسیح کی ایک چینی کتاب سے لہسن کے استعمال کا پتہ چلتا ہے۔ پندرہ سو قبل مسیح کی مصری کتاب میں آٹھ سو نسخوں میں سے بائیس میں لہسن کا جزو کے طور پر استعمال کرنا بیان کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق فراعنہ مصر اہرام مصر تعمیر کرنے والے دس لاکھ مزدوروں کو اضافی مقدار میں لہسن کھلاتے تھے اور اس پر ہر سال ایک ہزار ٹیلنٹ سلور زرِ کثیر صرف کرتے تھے تاکہ مزدور جسمانی طور پر قوی رہیں۔ قدیم چینی

باشندے لہسن کی چائے کو بخار اور پیچش کی شکایت میں استعمال کرتے تھے۔ انجیل مقدس میں بھی لہسن کا ذکر پیاز کے ہمراہ آیا ہے۔ یونانی اور مسلمان اطباء بڑی باقاعدگی سے اپنے مریضوں کو لہسن استعمال کرواتے تھے۔ انہوں نے ان کے خواص پر کئی رسالے بھی لکھے۔ دورِ جدید کے اطباء حکیم علوی خان کی معجون سیر سے بخوبی واقف ہیں۔

خواص قدیم

جالینوس لہسن کو بہترین تریاق مانتا تھا۔ شیخ لکھتے ہیں لہسن کو پکا کر کھانے سے جسمانی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ مگر خشکی اور گرمی پیدا کرتا ہے۔ کچا لہسن پکائے ہوئے لہسن سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ ابن رشد نے لہسن کو مردانہ طاقت کے لیے بہترین دوا قرار دیا ہے۔ گیلانی کا قول ہے کہ اس کا خارجی استعمال زخم ڈالتا ہے۔ مگر کھانے سے ایسا نہیں ہوتا۔ کیونکہ لہسن کی ترکیب میں جو جوہر گرم اور جوہر خاکی موجود ہیں پکنے کے بعد جدا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں مضبوطی کے ساتھ ملے ہوئے نہیں ہوتے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پکا ہوا لہسن کچے لہسن سے گرمی و حدت میں کبھی کم نہ ہوتا۔ اطباء قدیم لہسن کو بلغم کے اخراج کے لیے بھی استعمال کرواتے تھے۔

خواص جدید

بل منک نے مشہور تحقیقی جریدے لینسٹ میں اپنی تحقیق پر مبنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ لہسن کا بیرونی استعمال جلد کی حساسیت کو بڑھا اور جلن پیدا کرتا ہے۔ جلد کے سلولز کو کھرتا اور شریانوں کے عمل میں رکاوٹ ڈالتا ہے اور جلد کو سُرخ کرنے کا باعث بنتا ہے۔ یعنی قدیم اطباء کی طرح جدید تحقیق کے محقق بھی لہسن کے بیرونی استعمال کو نفع بخش نہیں سمجھتے۔

خوردنی طور پر لہسن نقصان نہیں دیتا۔ گیلانی نے لہسن میں موجود اجزاء کے ملاپ کو کمزور قرار دیا۔ یہ بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ جدید تحقیق کے محقق یہ جانتے ہیں کہ لہسن قدرتی صورت میں کوئی بُو نہیں رکھتا جب تک اسے کاٹا یا کچلا نہ جائے۔ اس عمل سے لہسن میں موجود لے ای این دوسرے مرکب اے لی نیز سے باہم ملتا ہے جو تند و تیز بو کا سبب بنتا ہے۔ کیونکہ ان مرکبات کے باہم ملاپ سے کوئی نیا کیمیائی مرکب نہیں بنتا۔ لہٰذا کیمیائی عمل کا وقوع پذیر ہونا ممکن نہیں اور یہ کہنا مناسب ہے کہ مرکبات کا طبعی ملاپ ہوا۔ جدید تحقیق کے محقق اس سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ طبعی ملاپ بہت کمزور نوعیت کا ہوتا ہے، جیسا ہائیڈروجن ملاپ کشش ملاپ وغیرہ وغیرہ۔ حرارت پہنچانے پر یہ ملاپ ختم ہو جاتا ہے اور مرکبات اپنی اصلی حالت میں لوٹ آتے ہیں اور اس طرح لہسن کی بو میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ یعنی گیلانی یہ قول کہ لہسن کے اجزاء کا باہم ملاپ کمزور نوعیت کا ہوتا ہے۔ دراصل لہسن میں موجود کیمیائی مرکبات کے طبعی ملاپ کی نشان دہی کرتا ہے۔

لہسن پر ۱۹۸۳ء میں جو تحقیق ہوئی ہے اس کے نتیجے میں ایک نیا کیمیائی مرکب ایجوائن دریافت ہوا۔ یہ لفظ ہسپانوی زبان کا ہے۔ اسپین میں لہسن کو ایجو کہتے ہیں۔ یہ کیمیائی مرکب خون میں شامل ہونے کے بعد خون کے ذرات کے ملاپ کے مراکز کی راہ روک دیتا ہے۔ جس پر کیمیائی طور سے قبل کولیسٹرول جمع ہو کر خون کو گاڑھا کرتا ہے۔ یعنی اطبائے قدیم کا لہسن کو خون رقیق کرنے کے لیے استعمال کرنا درست ثابت ہوا۔

اطبائے قدیم جراثیمی امراض سے واقف نہ تھے۔ لیکن لہسن کا مصفی خون استعمال جہاں خون رقیق کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ وہاں جراثیم ناقص کے خلاف عمل کو ظاہر کرتا ہے۔ پیلی سب سے پہلے سائنسدان ہیں جنہوں نے ۱۹۴۴ء میں لہسن سے اے لی سین علیحدہ کیا۔ کیوالٹو اور اسمال نے مل کر اس مرکب کو غیر قدرتی طریقہ پہ تیار کیا اے لی سین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کیمیائی مرکب زبردست جراثیم کش خواص کا حامل ہے اور موجودہ دور کی مشہور دوا پنسلین سے زیادہ بہتر جراثیم کش ہے۔ ہمبرگ انسٹی ٹیوٹ کے مشہور پروفیسر الیا اللہ نے اس مرکب کا ۱۰۰۰/۱ حصہ استعمال کیا اور جراثیم ناقص کے خلاف زبردست ردعمل دیکھا خاص طور پہ وہ جراثیم جو انتڑیوں کے فعل کی خرابی کا باعث بنتے ہیں۔ یعنی اطبائے قدیم کا پیچش میں لہسن کا استعمال درست تھا۔

اطبائے قدیم لہسن کو مردانہ طاقت کے لیے مفید مانتے تھے۔ جدید تحقیق کے محقق بھی کچھ اسی طرح کا نظریہ پیش کرتے ہیں میونخ انسٹی ٹیوٹ کے مشہور سائنسدان ڈاکٹر ہنری نے اپنے تحقیقی مقالے میں لہسن کو دل اور دماغ کی طاقت کی بہترین دوا قرار دیا۔ اس کے علاوہ ہنری لکھتا ہے کہ یہ جسمانی طاقت میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

خون کے بڑھے ہوئے دباؤ کو کم کرنے کے لیے جہاں کیمیائی مرکبات تجربے میں لائے گئے وہاں بھارتی سائنسدان شرن وسان نے لہسن کو خون کے بڑھے ہوئے دباؤ میں مفید پایا۔ قدیم طبی کتب میں لہسن کا یہ فائدہ درج نہیں۔ دور جدید کے اطبا کو لہسن کی اس خاصیت کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور اپنے مشاہدے اور تجربے کو منظر عام پہ لانا بھی ضروری ہے کیونکہ بھارتی سائنسدان نے صرف پانچ مریضوں پہ تحقیق کر کے نتائج اخذ کئے۔ جو میرے خیال میں اتنے اطمینان بخش نہیں۔

برطانوی سائنسدان کراس مین نے یہ ثابت کیا کہ لہسن کا استعمال جسم کی بڑھی ہوئی حرارت کو اعتدال پہ لاتا ہے وہ لکھتا ہے "میری دو سالہ تحقیق میں کسی دن بھی ایسا نہ ہوا کہ لہسن کے استعمال کے ۴۸ گھنٹے کے اندر جسم کے بڑھی ہوئی حرارت میں کمی واقع نہ ہوئی ہو۔ خاص طور پہ نمونیہ کے بخار میں لہسن کو بہت مفید پایا۔ اس کے علاوہ نبض کی بڑھی ہوئی رفتار بھی اعتدال پہ آ گئی۔

لہسن میں موجود لے لائل سلفائڈ پہ تحقیق کرتے ہوئے ہن چن نے اس کو دق کی بہترین دوا قرار دیا۔ وہ لکھتا ہے کہ میں نے بیشتر ٹی بی کے مریضوں پہ اسے آزمایا اور اچھے نتائج پائے۔ مسیح الملک حکیم جمیل خان نے دق کے علاج میں لہسن سے زیادہ اس کی کونپلوں کو ترجیح دی۔ موجودہ دور میں لہسن کا دق میں استعمال نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ دق کی بہتر ادویات تحقیق کے بعد منظر عام پہ آ چکی ہیں۔ مگر اس سے انکار نہیں کہ لہسن کی کونپلوں میں یا تو لے لائل سلفائڈ زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے یا کوئی نیا مرکب ہے جو دق میں مفید ہے۔ بہت ممکن ہے کہ جدید تحقیق کے محقق لہسن کی کونپلوں سے ٹی بی کی بہتر اور مضرت رساں اجزا سے پاک دوا دریافت کر سکیں۔

لہسن کا حفظ ماتقدم کے طور پہ استعمال بھی تحقیقی مراحل سے گزر چکا ہے۔ جرمنی کے ایک مشہور دوا ساز ادارے نے لہسن کا تیل نکال کر کیپسول کی صورت میں پیش کیا اور جراثیم ناقص کے خلاف حفظ ماتقدم کے طور پہ مارکیٹ میں پھیلایا۔ ادھر یہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جرمن کمپنی نے لہسن میں موجود کیمیائی مرکبات کی افادیت کو مسلم رکھتے ہوئے

تیل تیار کیا۔

قدیم اطباء کی طرح جدید تحقیق کے محقق بھی لہسن کو جوڑوں کے درد، فالج، لقوہ، رعشہ اور بلغمی امراض میں استعمال کو ترجیح دیتے ہیں۔ لیمب کی تحقیق اس سلسلے میں دلچسپی کی حامل ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ امراض سینہ اور دمہ میں لہسن کا استعمال بہت مفید ہے۔ البتہ لہسن کی کاسر ریاح خاصیت اس میں موجود فراری روغن کی مقدار پر منحصر ہے۔

لہسن کے مسکن اثرات اور دانت کے درد میں استعمال کا ذکر چند معتبر قدیم طبی کتب میں ملتا ہے۔ مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانؒ نے علامہ اقبالؒ کے دانت کے درد کا علاج لہسن سے کیا۔ طریقہ یہ تھا۔ لہسن کی ایک پوتھی کے بیرونی اور اندرونی چھلکے اتارنے کے بعد انہیں توے پر ایک طرف سے گرم کیا اور پوتھی کی گرم سطح کو ماؤف دانت پر دو تین منٹ کے لیے رکھنے کی ہدایت کی۔ کچھ دیر بعد درد میں کمی اور پھر مکمل افاقہ ہوا۔ کیونکہ یہ فوری علاج تھا لہٰذا انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ انشاءاللہ مستقبل قریب میں اس تجربے پر جدید تحقیق کی روشنی میں بحث کروں گا۔

لہسن کا اِنسانی جسم پر اثر

خارجی طور پر لہسن کا استعمال حساسی اعصاب پر اثرانداز ہونے کے بعد ان کو عارضی طور پر مفلوج کرتا ہے۔ جس سے جلن کا احساس ہوتا ہے۔ شریانوں کو پھیلاتا ہے اور جلد کو سُرخ کرنے کا باعث بنتا ہے۔ زیادہ یا دیر تک لہسن کا خارجی استعمال جلد پر زخم بھی ڈالتا ہے۔

خوردنی طور پر لہسن میں موجود فراری روغن معدے اور انتڑیوں کے فعل کو بہتر بناتا ہے۔ اور ریح کو خارج کرتا ہے۔ اس میں موجود روغن کثیف اور دوسرے اجزاء انتڑیوں سے جذب ہونے کے بعد خون میں شامل ہو جاتے ہیں اور مجاری رطوبت کے علاج کو تیز کرتے ہیں پھیپھڑوں پر اثرانداز ہو کر ان کی رطوبتوں کو پتلا کر کے جسم سے خارج کرتا ہے لہسن کا جسم سے نکاس کچھ پھیپھڑوں کے ذریعے اور کچھ پیشاب کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے لہسن کا زیادہ استعمال پیشاب میں لہسن کی بو پیدا کرتا ہے۔ جو لہسن جذب نہیں ہوتا وہ اجابت کے ذریعے جسم سے خارج ہو جاتا ہے۔

احتیاط و نقصانات

۱۔ لہسن کے بیرونی استعمال جلدی امراض پیدا کر سکتا ہے۔ خوردنی طور پر خام لہسن کا زیادہ استعمال اسہال کا سبب بن سکتا ہے۔

۲۔ لہسن کو پکانے یا ایک خاص درجہ حرارت سے زیادہ گرم کرنے سے اس کی افادیت میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔ خاص طور پر اس میں موجود ایلی این ضائع ہو جاتا ہے۔ جو جراثیم کش خواص کا حامل ہے۔

حوالہ جات

۱۔ علامہ زمان مولوی حکیم نجم الغنی خزائن الادویہ کارخانہ پیسہ اخبار۔ لاہور۔

۲۔ لابی الولید محمد ابنِ رشد کتاب الکلیات پروگریسو بکس۔ ۴۰ بی اردو بازار لاہور۔

۳۔ حکیم مظفر حسین اعوان کتاب المفردات

طبع دوم شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب
کشمیری بازار لاہور۔

۴۔ حکیم سید صفی الدین علی۔ <u>یونانی ادویہ مفردہ</u>
پروگریسو بکس ۴۰، بی اردو بازار لاہور

۵۔ ڈاکٹر ایس۔ <u>ایچ نقوی فیملی ڈاکٹر</u> (ماہنامہ)
احباب پرنٹرز ۶۱/۲ کمرشل ایونیو فیز ۵ ڈیفنس
کراچی اکتوبر ۱۹۸۵ء صفحہ ۵۲

۶۔ مسیح الملک حکیم جمیل خان <u>تجرباتی نوٹ اور نسخے</u>
غیر مطبوعہ۔

۷۔ حکیم محمد اعظم خان۔ <u>محیط اعظم</u>۔ مطبع نظامی
واقع کانپور۔

۸۔ البیطار۔ <u>الجامع المفردات الادویہ والاغذیہ</u>
جلد اول۔ صفحہ ۱۵۱۔

۹۔ <u>خبرنامہ ہمدرد</u>۔ اکتوبر ۱۹۸۵ء الجید۔ ہمدرد
ڈاک خانہ۔ ناظم آباد۔ صفحہ ۱۵۔

۱۰۔ شیخ بو علی سینا۔ <u>قانون</u> حصہ مفردات۔



محمد رضوان احمد

ہماری حیثیت یہ ہے

یوں معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز انسان کی خدمت کے لیے بنائی گئی ہے۔ زمین پر بے شمار قسم کے جانور پیدا کیے گئے اور ان کی ساخت بتاتی ہے کہ یا تو یہ سواری کے لیے بنائے گئے ہیں بار برداری کے لیے اور یا پھر خوراک کا کام دے سکتے ہیں۔

القرآن

ترجمہ :" یقیناً تمہارے لیے چوپایوں میں عبرت ہے۔ ان کے پیٹوں میں گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ ہم تمہیں پلاتے ہیں۔ جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہے (النحل)

سچی بات یہ ہے کہ اگر دودھ کی پیدائش کے نظام پر ہی غور کیا جائے تو انسان ششدر رہ جاتا ہے۔ پیٹ میں ایک طرف ناپاک اور غلیظ گوبر اور دوسری طرف بدبودار خون۔ لیکن ان دونوں کے درمیان جو چیز پیدا ہو رہی ہے وہ انتہائی صاف، خوشگوار اور خوشبودار ہے اور انسانی زندگی کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اگر انسانی عقل ضد کی وجہ سے اندھی نہ ہو گئی ہو تو ایک ایسی ہستی کا وجود جو ماؤں میں مامتا پیدا کر دیتا ہے اور مامتا کے ذریعے دودھ پلا دیتا ہے۔ سورج سے زیادہ عیاں نظر آتا ہے۔

انسان کی بساط تو فقط اتنی ہے کہ وہ ایک مکھی تک پیدا نہیں کر سکتا۔ پیدا تو کیا کرے گا اگر مکھی اس کے کھانے میں سے کچھ چھین کر لے جائے تو وہ بھی واپس نہیں لا سکتا۔

القرآن

ترجمہ :" وہ لوگ جو اللہ کے علاوہ اُن دوسروں کو پکارتے ہیں۔ جو مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے چاہے سارے اس کام کے لیے اکٹھے کیوں نہ ہو جائیں۔ اور اگر کوئی مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ واپس نہیں لے سکتے۔

(الحج)

صفدر ادیب

جمال سویدا کی شاعری

اردو ادب کے موجودہ دور میں بہت سی خوبیوں کے باوجود ایک تشویش ناک نقص یہ ہے کہ نئے شعرا فنی محاسن کی طرف پوری توجہ نہیں دیتے۔ وہ اپنے زمانے کے معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی مسائل کا ذکر تو یقیناً بڑے شدومد کے ساتھ کرتے ہیں لیکن فنی محاسن بڑی حد تک نظر انداز کر جاتے ہیں۔ ادب میں نئے محرکات اور نئے حالات سے کام لینا بلاشبہ مستحسن ہے بلکہ شعروادب کی ترقی کے لیے ناگزیر ہے لیکن سیاسی اور معاشرتی اہم مسائل کا محض اظہار کر دینے کا نام تو فن نہیں کہلا سکتا تا وقتیکہ اس کے اظہار میں حسن شامل نہ ہو

ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

دراصل فن باطنی تجربے کے روشن تخیل کا نام ہے۔ تجربہ کتنا ہی بیش قیمت کیوں نہ ہو اگر اس کا اظہار حسین اور نکتہ آفریں تخیل کی صورت میں نہیں ہو سکا تو وہ اور سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن فن کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ فن اسی چیز کا نام ہے جس میں حسن معنی کے ساتھ ساتھ حسن صورت کا بھی پورا پورا التزام کیا گیا ہو۔

شعروادب کی دنیا میں ہر نووارد اپنی جدت طبع اور سحر طرازی کی خصوصیات کی وجہ سے سوسائٹی میں ہلچل مچانے میں تو ضرور کامیاب ہو سکتا ہے مگر بقائے دوام کے دربار میں داخل ہونے کے لیے خونِ جگر کی ضرورت ہوتی ہے۔

نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خون جگر کے بغیر

فنی عظمت کے لیے جانکاہی اور عزم استقلال درکار ہوتا ہے۔ شعر کی دنیا میں کلام کی پختگی اور محاسن شعری ہی آفاقیت اور بقائے دوام کے ضامن ہوتے ہیں۔ شاعری دلی جذبات اور ذاتی محسوسات کا نام ہے اس کا مخاطب عقل سے بھی زیادہ وجدان ہوتا ہے۔ جو انسان کے شریفانہ جذبات کو متحرک کرنے اور دل و دماغ کو آسودگی بخشنے کا سامان پیدا کرتا ہے۔ شاعری اسی لیے اخلاق افروز ہوتی ہے۔ اس میں سینکڑوں علامات کی آڑ میں بڑے بڑے نکات حل ہو جاتے ہیں اور یہیں سے فن کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

شعروادب کے حوالے سے فن کی تعریف کے پس منظر میں جمال سویدا کے کلام کا تجزیہ کیا جائے تو سب سے پہلے آپ کو حسن معنی اور حسن صورت دونوں کا پورا پورا التزام ملے گا۔ جو کچھ کہتے ہیں، غور و فکر کے ساتھ کہتے ہیں۔ ان کے کلام نکتہ آفرینی بھی ہے۔ پختگی، تازگی اور روانی بھی ہے، اسلوب

بیان کے تیکھے پن سے حسن و عاشقی کی علامات، زندگی تشریحات کا ایک چمن زار معلوم ہوتی ہیں۔ زبان کی شستگی سے ان کے اشعار کی نغمگی میں ابدی تاثیر پیدا ہو گیا ہے۔ اُردو غزل میں ہیئت کے خوشگوار اور مفید تجربات ہوتے رہے ہیں۔ اس طرح غزل کی ہمہ گیری میں بیش بہا اضافہ ہوتا گیا ہے۔ ولی، میرؔ درد اور داغ نے اردو غزل کو سادگی زبان و بیان کی پرسوز بخشی تو سودا، انشاء، ناسخ اور ذوق نے اسے شوکت الفاظ کا دبدبہ قیصری اور طرحداری خیال کی کج کلاہی عطا کی ہے۔ غالب اور مومن نے جدت بیان کی نکتہ سنجیوں کے گلہائے رنگا رنگ سے اردو غزل کا دامن مالا مال کر دیا تو حالی، اکبر اور اقبال نے قومیت اور حب الوطنی کے جذبات سے اسے سیراب کیا اور نظیر اکبرآبادی نے معاشرتی و سماجی ناہمواریوں کی تصویریں اُردو کے دامن میں سجا دیں۔ گویا قدیم و جدید شعرا نے اُردو غزل کے گیسوئے تابدار کی دل نشینی میں بھرپور حصہ لیا اور اسے دنیا کی بہترین صنف سخن کے دوش بدوش لا کھڑا کیا۔ اُردو غزل میں ہیئت کے تجربوں کے حوالے سے جن نئے اور پرانے شاعروں نے اپنے دور کی کربناکیوں اور انبساط کی پرلطف وادیوں سے عوام کو روشناس کرایا ہے، جمال سویدا اسی سلسلے کی ایک دل کش کڑی ہیں۔ ان کے یہاں قدیم و جدید غزل کا حسین سنگم ہے اور زندگی کے شرف کا ایک نغمیاتی پیغام بھی۔ انہوں نے اردو غزل کو اس کے روایتی اسلوب کے ساتھ فکر کا ایک نیا آہنگ عطا کیا ہے۔ ان کی غزل زندگی اور اس کی رعنائیوں کے جمیل کی آئینہ دار معلوم ہوتی ہے۔ وہ زندگی کی مسرور کن کیفیات اور ہلکے ہلکے درد کی میٹھاس کے شاعر ہیں۔ ان کا موضوع سخن حسن و جمال اور شرافت عشق کی بلند پروازیاں ہیں۔ وہ اپنے احساسات کی نزاکتوں کو لطافت زبان کی ندرت سے قاری کے دل و دماغ میں اس طرح منتقل کر جاتے ہیں کہ پڑھنے والا ان کے کلام کے تنوع بانکپن میں محصور ہو جاتا ہے۔

دنیا میں حسن بھلائی، مسرت اور زندگی کے احساس نے جب بھی موضوع الفاظ کا جامہ پہنا، شعر کہلایا ہے۔ شعر کی نفیس اور وجدانی کیفیات ہی شاعری کی لازوال خوبیوں کا طرہ امتیاز ہیں۔ شعر انسان کو فطرت کی پرکیف حقیقتوں سے نہ صرف روشناس کراتا ہے بلکہ سوز و گداز کی لذت سے بھی آشنا کرتا ہے۔ جمال سویدا کے کلام کی یہ خوبی ہے کہ ان کے یہاں حسن و جمال اور بھلائی کی اعلیٰ قدروں کا احساس بہت شدید اور پربہار انداز میں موجود ہے جو زندگی کی والہانہ امنگ اور کیف و نغمگی کی صورت اختیار کر لیتا ہے جس سے زندگی کی کامرانیوں اور ناکامیوں کا احساس بھی، جلترنگ کی سی دھن پر اٹھتا ہوا ایک نغمہ جاں فضا معلوم ہونے لگتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حالی نے شعر کی جن معروف خوبیوں کا ذکر کیا تھا۔ جمال سویدا کے اشعار میں وہ سب خوبیاں موجود ہیں اور بعض اوقات سادگی، جوش و جذبے اور تاثیر میں وہ کافی آگے بڑھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

خود مولانا حالی کا ایک شعر ہے۔

کچھ ہنسی کھیل سنبھلنا غم ہجراں میں نہیں
چاک دل میں ہے سے گریباں میں نہیں

مولانا حالی کے پہلے مصرع میں بے ساختگی اور زور ہے البتہ دوسرے مصرع میں لفظ جو کہ نے روانی اور بے ساختگی کا راستہ روک لیا ہے اور تکلف

پیدا کر دیا ہے۔ حالی کا شعر آپ سن چکے اب ذرا صاحب نقشِ سویدا کا شعر بھی سُن لیجیے۔ اس سے جمال سویدا کو حالی پر فوقیت دینا مقصود نہیں ہے۔ بتانا یہ ضروری تھا کہ جمال سویدا کے یہاں اتنا تکلف بھی نہیں ملے گا جو شعر کی بے ساختگی اور روانی کا راستہ روک سکے۔ شعر یہ ہے۔

سوزِ دل کا مزا بیاں میں نہیں
آگ سینے میں ہے زباں میں نہیں

جمال سویدا کے اس شعر میں روانی بھی ہے اور سادگی بھی۔ جذبہ بھی ہے اور تاثیر کی شدت بھی۔ گویا وہ سب کچھ موجود ہے جس کا مطالبہ حالی شعر سے کرتے ہیں۔ جمال سویدا کے ذرا یہ اشعار بھی سنتے چلیے۔

عشق منت کش بیاں تو نہیں
زخم دل ہے کوئی زبان تو نہیں

دامنِ صبر چھوٹا جاتا ہے
غم، محبت کا امتحاں تو نہیں

سادگی جوش اور تاثیر سے پر ایک اچھوتا شعر ملاحظہ کیجیے

تاج پوشی کے لیے کس نے بلایا ہوگا
سر بکف چلنے دھی دار کا قصہ ہوگا

اسی غزل کے ایک اور شعر میں شرافت عشق کی گہرائیوں کو محسوس کیجیے۔

آپ کے دستِ شفا پر کوئی الزام نہیں
مجھ کو خود میرے ہی احساس نے مارا ہوگا

ارسطو نے کہا تھا کہ دنیا میں جس طرح عجیب و غریب چیزیں موجود ہیں ان میں سب زیادہ خود انسان کے افکار و اعمال کے دائرہ تک محدود ہیں۔ غالب نے اس خیال کو اس طرح ظاہر کیا تھا۔

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ
عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے!

جمال سویدا کے یہاں اس کا اثبات ان الفاظ میں ملتا ہے

اپنی ہستی ہی میں تھی کشمکش موج و کنار
اپنی ہی ذات میں گرداب نظر آیا تھا

انگریزی شاعری کے دلدادگان جمال سویدا کی شاعری میں کسی خاص موضوع کو تلاش کرنے کی کوشش میں الجھنوں کا شکار ہو جائیں گے۔ ان کی شاعری زندگی کے کسی خاص موضوع کے تار پود میں مقید نہیں ہے بلکہ زندگی کی سبھی اشرف کیفیات جمال سویدا صاحب کی شاعری کا موضوع ہیں۔ گویا ان کی شاعری میں کیٹس ورڈز ورتھ (WORDS WORTH) کی سی منظر نگاری کا ہی نقش ہے۔

نظم کامران کی بارہ دری کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

چوتھی کی دلہن، رشکِ چمن بارہ دری تھی
موتی کی طرح دامن راوی پہ جڑی تھی

پھولوں میں جھلکتی تھی سدا اس کی جوانی
سنتے چلے آتے ہیں یہ راوی کی زبانی

اب سرو و صنوبر کی جگہ خاک پڑی ہے
ہنستے ہوئے غنچوں کی قبا چاک پڑی ہے

بوسیدہ سی دیوار میں مکڑی کے یہ جالے
بچھو ہیں کہیں اور کہیں ناگ ہیں کالے

دن کو بھی یہاں شب کے دھندلکوں کا سماں ہے
جو شمعیں جلی تھی کبھی یہ ان کا دھواں ہے

اور کہیں شیلے (Shelley) کی طرح منطق ندرت کا شدت احساس۔

سوزِ ہستی سے شرارِ آرزو پیدا کریں
اپنے ہی جلوے کو اپنی ذات میں دیکھا کریں

خود اپنے آب و رنگ سے کجلا گئے یہ پھول
کیا شدتِ بہار کا مقصد خزاں نہ تھا

یوسف ہزار، رونق بازارِ مصر ہو
بنتی نہیں ہے بات خریدار کے بغیر

پھول مٹھی میں دباؤ گے کچل جائیگا
سبزہ سائے میں اگاؤ گے تو جل جائیگا

منظر ہے وہی جس پہ ٹھہر جائیں نگاہیں
جلوہ جسے کہتے ہیں وہ امکانِ نظر ہے

سب اپنے اپنے شوق میں گھلتے رہے جمالؔ
کوئی کسی کے واسطے آتش بجاں نہ تھا

لارڈ بائرن (LORD BYRON) خوش فکری خیال کی طرح نیرنگیٔ جمال کی کرشمہ سامانیاں اور جبروتیت و قلندری کا بانکپن بھی جمال سویدا کے یہاں ایک عجیب انا کے ساتھ موجود ہے جس میں ایک ترنگ ہے، جداگانہ ایک لے ہے اور تاثیر سے پُر ایک نغمہ ہے۔

وسعتِ کون و مکاں تنگ نظر آتی ہے
آئینہ یہ بھی مرے قد کے برابر تو نہیں

جب مری رگ رگ میں گھل جاتا ہے زہرِ آرزو
زندہ رہنے کے لیے کچھ دن کو مر جاتا ہوں میں

دلِ افسردہ سے شادابِ بیانی مانگے
شعر ہر دور میں شاعر سے جوانی مانگے

بالا بلند تجھ کو کوئی مانتا نہ تھا
سرو چمن تمام گواہی آ گئے

صاحبِ نقشِ سویدا کے یہاں اقبال اور حالی کی طرح کوئی خاص پیغامِ فکر و عمل نہیں ملے گا۔ البتہ غالب کی طرح نغمہ زندگی کی جولانیٔ فکر اور مومن کی طرح اس کارگہ حیات کے ہر موڑ پر حسن و عشق کی چاشنی ملے گی اور میر کی طرح درد کی ٹیس کے باوصف زندگی سے والہانہ انس ابھرے گا۔ انہوں نے زندگی جس طرح دیکھا، پرکھا اور محسوس کیا اسے شاعرانہ دیانت کے ساتھ شعر کے قالب میں ڈھال دیا ہے گویا جمال سویدا کی شاعری میں زندگی کے لطیف احساسات کی فراوانی ہے جو سوز و گداز کی ایک لہروں کے لامتناہی سلسلے کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ جس کا تاثر پڑھنے والے کے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں اترتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اپنی شاعری کے بارے میں جمال سویدا کی اپنی رائے توجہ کے قابل ہے۔

ایں صفحہ بے مایہ آئینہ خوباں است
در نقشِ سویدا ہیں ہر روئے گُل تازہ

فن فنکار کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ فن کے تجربے میں فنکار کی سیرت، مزاج اور اس کے ماحول کے تمام نقوش کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ جمال سویدا دوہرے فنکار ہیں۔ طبابت ان کا پیشہ ہے اور شاعری ان کا شوق۔ ان کے پیشے کی علامات جو صحت مندی سے عبارت ہیں۔ ان کے فن میں آشکارہ ہیں۔ اور فکر و عمل کی یہی صحت مندی ایک حسین اور شگفتہ گلدسے کی طرح ان کی شاعری میں موجود ہے جو ان کی شخصیت کے بارے میں ان کا اپنا قول اس قطعہ کی صورت میں ان کی شخصیت کی بہت خوبیاں نمایاں کر دیتا ہے۔

قطعہ

میں دلی کے گئے وقتوں کا اک دھندلا سا نقشہ ہوں
مرے اخلاق میں اسلاف کا جوہر بھی شامل ہے
مرے کردار میں اجداد کی تہذیب کا پَرتو
مرے اسلوب میں خوش فکری اشعر بھی شامل ہے

جمال سویدا کی شخصیت واقعی دلی کی ممتاز تہذیب کا نہایت عمدہ اور قابلِ قدر نمونہ ہے۔ قابلِ قدر اس لیے بھی کہ دلی کی یہی تہذیب برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کے قومی تشخص کی صحیح معنوں میں آئینہ دار تھی اور اس دور میں دلی کی تہذیب کے نقوش کتابوں کے علاوہ بیش قیمت اور نایاب نوادر کی طرح صرف جمال سویدا کی شخصیت میں ملیں گے۔ انہوں نے ایک اور جگہ کہا ہے۔

کچھ تو باقی ہیں اگلی بہاروں کے نشاں
مجھ سے جب آپ ملیں گے تو مسرت ہو گی

جس شخصیت سے مل کر ہر شخص کو خوشی حاصل ہو وہ عظیم ہستی انسانی شرف کی معراج پر ہوتی ہے۔ اور یہی پیغمبرانہ خصلت کا ایک حصہ ہے حکیم محمد نبی خاں جمال سویدا کا ہے۔ ان سے مل کر ہر شخص یقیناً خوشی محسوس کریگا۔ ان کا پیشہ بھی بیمار جسموں اور ذہنوں کو ہر طرح کی تکلیفوں سے نکال کر زندگی کی مسرتوں سے سرشار کرنا ہے۔

حضرت مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں شیدؔا مرحوم برصغیر پاک و ہند میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ اور جناب حکیم محمد نبی خاں جمال سویدا حضرت اجمل اعظم کے پوتے ہیں۔ یہاں مجھے عربوں کی ایک روایت یاد آتی ہے۔ عربوں کا دستور تھا کہ وہ پوتے کا نام دادا کے نام پر رکھتے تھے غالباً اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ شجرہ نسب زبانی یاد رکھنے کے فن کی اساس اسی بات پر تھی لیکن دوسری بڑی وجہ یہ تھی کہ ان کے یہاں خون کی تاثیر کے سلسلے میں پوتے میں اپنے دادا کی سیرت و خصلت کی جھلکیاں نظر آتی تھیں۔ عربوں کا یہ گمان ان کے صدیوں پُرانے تجربات پر مبنی تھا۔ منطقی طور پر یہ صحیح ہے یا غلط یہاں ہمیں اس سے بحث نہیں ہم تو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حکیم میاں محمد نبی خاں جمالؔ سویدا کی عادات، مزاج اور سیرت اپنے دادا حضرت مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں شیدا سے بلاشبہ ملتی جلتی ہیں خون کی نجابت کے بارے میں شاید قدیم عربوں کا تیقن صحیح ہو۔

مناسب قد و قامت کا صحت مند جسم وجیہ و شکیل گندمی چہرہ، بامروت خوبصورت آنکھیں باریک ہونٹ کشادہ پیشانی سے ذہانت نمایاں شائستہ اور ملائم اندازِ گفتگو چھوٹا ہو یا بڑا امیر ہو یا غریب ان کے یہاں ہر ایک کے لیے شفقت موجود تھی۔ کسی مغل شہزادے کی طرح خوشنما قالین کے فرش پر نشست رہتی تھی۔ آنے والوں سے جن میں مریض بھی ہوتے ہیں اور اہلِ غرض بھی عزیز رشتہ دار بھی ہوتے ہیں اور دوست بھی۔ ہر ایک سے منکسر المزاجی اور ہمدردی سے اس طرح پیش آتے ہیں کہ کسی کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ ہند و پاکستان کے مشہور طبی و علمی خاندان کے ایک نہایت فاضل طبیب اور اس دَور کے بہترین شاعر سے ملاقات کا شرف حاصل کر رہا ہے۔



مومیائی

لیکچر نوٹ
حکیم محمد نبی خانؒ
حکیم مدثر مظفر

جیسا کہ سلاجیت ہڈیوں کو جوڑنے کے لیے فائدہ مند ہے۔ مومیائی بھی ہڈیوں کو جوڑنے کے لیے کام آتی ہے۔ اور مقوّی باہ استعمال ہوتی ہے۔ فی زمانہ مومیائی نایاب ہے۔ مومیائی آدمی سے بنائی جاتی تھی۔ جو سب سے زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔

طریقہ مومیائی بنانے کا

سترہ اٹھارہ سال کا لڑکا جس کے بال بھورے اور اس کے جسم پر تار کول مل دیتے تھے۔ ایک مٹکا جس میں شہد بھرا ہوا ہوتا تھا۔ زندہ آدمی کو ڈالکر اوپر سے ڈھکنا بند کر دیا جاتا تھا اور پھر ایک سو ڈیڑھ سو سال کے بعد کھولا جاتا تھا۔ اس طرح پورے آدمی کی مومیائی بنی ہوئی ملتی یہ مومیائی سیال شکل میں نہیں بلکہ منجمد شکل میں ملتی تھی۔ اس زمانے میں جو شخص مومیائی تیار کرتا اس کا پوتا پڑپوتا اسے استعمال میں لاکر فروخت کیا کرتا تھا۔ اور پھر اگلی نسل کے لیے زندگی بھر کی معیشت سے فارغ البال ہو جاتا تھا۔ یہ سلسلہ تغلق کے آخری دور میں ختم ہو گیا۔ اُس دور کی مومیائی حکیم محمد اجمل خان رح نے انتہائی کوشش کے بعد چار رتی کی ڈلی حاصل کی تھی۔ مگر استعمال میں نہیں لایا گیا۔

کیونکہ مقدار میں کم تھی دوسرے دس بیس مریضوں کے لیے ناکافی تھی۔ اس لیے افادیت کے ریکارڈ پر اتنی تھوڑی تعداد پوری نہ اتری تھی۔ اور فوائد کو حتمی شکل دینا مشکل تھا۔ وہ ڈلی اب تک حکیم اجمل خانؒ کے پوتے حکیم محمد نبی خان جمال سویدا کے پاس موجود ہے۔

تغلق کے آخری دور میں بعض اطبائے مومیائی قبر سے تازہ مُردہ کو نکال کر تیار کرنا شروع کر دی تھی۔ یہ سلسلہ بھی زیادہ عرصہ جاری نہ رہ سکا۔ اُس دور میں یورپ کے لوگ کُتے سے مومیائی تیار کرتے تھے۔ مگر اس مومیائی کے صحیح فوائد مفقود ہیں۔ بعض حضرات نے مختلف حیوانوں سے مومیائی تیار کی ہے جس میں گدھ اور چیل قابلِ ذکر ہیں۔

جو مومیائی انسان سے تیار کی جاتی تھی۔ مومیائی آدم کہلاتی تھی۔ پرندوں سے تیار کی گئی مومیائی حیوانی کہلاتی ہے۔ یہ تمام ذکر طبی کتب ”محیط اعظم اور خزائن الادویہ میں موجود ہے۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ترتیب: بیگم محمد نبی خان

شرک

- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ | یقیناً اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں کو نہیں بخشے گا۔ اس کے علاوہ جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ (القرآن۔ پارہ ۵۔ سورہ نساء۔ رکوع ۷۔ آیت ۴۸)

- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ | یقیناً اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں کو نہیں بخشے گا۔ اس کے علاوہ جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا بہت دور کی گمراہی جا پڑا۔ (القرآن پارہ ۵۔ سورۃ نساء رکوع ۱۸۔ آیت ۱۱۶)

- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ | جو لوگ ایمان لا کر اپنے ایمان کو شرک سے خلط ملط نہیں کرتے، اُنہی لوگوں کے لیے امن ہے اور حقیقتاً راہ یافتہ وہی لوگ ہیں۔ (القرآن۔ پارہ ۷۔ سورہ انعام۔ رکوع ۹۔ آیت ۸۸)

- **حدیث :-**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز دوزخیوں میں سب سے کم عذاب والے سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر زمین کی کل چیزیں تیری ہوں تو ان سب کو دے کر چھٹکارا لے گا، وہ کہے گا ہاں لوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ سے بہت ہی ہلکی چیز چاہی تھی کہ شرک نہ کرنا۔ مگر تونے انکار کیا اور شرک ہی کیا۔

(بخاری شریف۔ کتاب الرقاق۔ مشکوٰۃ شریف۔ مظاہر حق)

- **حدیث :-**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شرک اور جادو سے بچو جو ہلاک کرنے والے ہیں۔

(بخاری شریف۔ کتاب الطب)

انتظار حسین

اجملِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

گیارھویں قسط

خانہ برباد دس برس تک لگاتار آتے رہے

اجن میاں اور اپنی اپنی امانتیں واپس لے کر شہر میں اپنا ٹھور ٹھکانا بناتے رہے۔ مگر اب ایک مدت سے کوئی خانہ برباد اس راہ نہیں آیا تھا اور اپنی امانت کا طلب گار نہیں ہوا تھا۔ حکیم محمود خاں نے گمشدوں کا بہت رستہ دیکھا آخر یہ کیا کہ باقی ماندہ امانتوں کو صندوق میں مقفل کر کے پرانے کنوئیں میں اتار دیا گیا اور اسے اس طرح پاٹ دیا گیا کہ صحن کے متصل ایک اور چبوترہ بن گیا۔ دلی والوں کی امانتیں آخر کے تئیں دلی کی زمین کی امانت میں گئیں۔

دلی کی پرانی دولت زمین کی تہ میں سما چکی تھی۔ اب نئی دولت چمک دمک دکھا رہی تھی ۱۸۷۷ء کے ختم ہوتے ہوتے قیصری دربار کی دھوم دھام ہوئی۔ راجے مہاراجے رؤسا و امراء قریب و دور کے راجواڑوں اور ریاستوں سے کھنچ کھنچ کر آئے اور نئے دربار کے درباری بن کر معزز ہوئے۔

دلی نے پھر رونق پکڑ لی تھی مگر یہ رونق اب کسی دربار کی شرمندۂ احسان نہیں تھی۔ نئے حاکموں نے اپنا دارالسلطنت کلکتہ کو بنایا تھا۔ سرکار دربار کی رونقیں ادھر منتقل ہو گئی تھیں۔ مگر بیس سال کے عرصے میں دلی نے بھی اپنے زخموں کا اندمال کر لیا تھا اور اپنے کھانچوں کو بھر لیا تھا۔ آبادی بھرا تنی ہی ہو گئی تھی جتنی ۱۸۵۷ء سے پہلے تھی۔ پھر چاندنی چوک میں وہی گہما گہمی، اب صرف وہ بوڑھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء سے پہلے کے دن دیکھے تھے کہ کیا کچھ تھا جو ان بازاروں سے کم ہو چکا ہے جنہوں نے وہ زمانہ نہیں دیکھا تھا ان کے لیے اب کے زمانے کی رونق ہی سب کچھ تھی۔ دن ڈھلا اور سیلانی گھروں میں سے نکلے۔ اچی نے اڑے چلے جاتے ہیں۔ کسی نے پوچھا "اماں کدھر" چلتے چلتے جواب دیا "تیل کو جاتے ہیں"۔

اشراف کا حال زیادہ اچھا نہیں۔ امراء کی حویلیاں کچھ مدت گزری پیوند زمین ہو چکی تھیں۔ طبقہ اشراف کے لوگ مراتب و ظائف سے محروم ہو چکے تھے۔ انگریزی اقدار سے ابھی وہ ذہنی مفاہمت نہیں کر پاتے تھے کہ سرکاری ملازمت کا خیال دل میں لاتے۔ شاید اسی لیے نئی سرکاری ملازمتیں انہیں اپنے وقار کے خلاف نظر آتی تھیں۔ بہر حال وہ اپنی وضع پر قائم تھے۔ گھروں میں جو حال بھی ہو، باہر اسی ٹھسے سے نکلتا۔ رہے نچلے طبقے کے لوگ تو ان کے ناخنوں میں تو ہنر بھرے پڑے تھے۔ دلی والوں کے بارے میں مشہور تھا کہ ان کی دس انگلیاں دس چراغ۔ دست کاری میں ماہر تھے۔ دن بھر کام کیا، شام کو مزدوری وصول کی اور چلے جامع مسجد کی طرف۔ کوئی بیلے موتیا کا گجرا گلے میں ڈالے سیر گشت کرتا ہے، کوئی چاوڑی کی

طرف رواں دواں ہے۔ کوئی ان سب بازاروں سے کنی کاٹ کر کسی باغ کی راہ لیتا ہے اور اکھاڑے میں جاکر زور کرتا ہے۔

دِلّی کے بازاروں کے ساتھ دِلّی کے اکھاڑوں کی رونق بھی لَوٹ آئی تھی۔ شمشیر زنی، نیزہ بازی اور تیر اندازی کے فنون سَن ستاون کے شہسواروں اور شمشیر زنوں کے ساتھ رُخصت ہو گئے۔ مگر بنوٹ اور پٹے بازی کے کمالات ابھی تک مقبول تھے۔ اکھاڑے بھی قائم تھے، باغوں ہی میں نہیں حویلیوں میں بھی۔ ہر محلہ میں اکھاڑہ کھُدا ہوا تھا۔ اشراف کی حویلیوں میں اکھاڑے ہنوز موجود تھے۔ ایک اکھاڑہ شریف منزل میں بھی تھا۔ اکھاڑے کے استاد الن خاں کے خلیفہ اسمٰعیل انچھو تھے۔ شریف منزل کے نوجوانوں میں ان دنوں سب سے بڑھے چڑھے جوان واصل خاں تھے۔ ان کے اور مشاغل بھی تھے۔ مگر پہلوانی کا خاص شوق رکھتے تھے اکھاڑے کے روحِ رواں وہی تھے۔ باقی اس گھرانے کے اور افراد بھی یہاں ورزش کرتے اور زور کرتے نظر آتے۔ اس اکھاڑے میں تھوڑے دنوں سے ایک نیا لڑکا دکھائی دے رہا تھا۔ ذوق شوق کے ساتھ ورزش کرتا تھا اور کُشتی لڑتا تھا شروع میں صرف پہلوان بننے کا شوق تھا۔ پھر دُھن سوار ہوئی کہ پنجہ کشی کا فن سیکھا جائے۔ سو وہ کُشتی لڑنے کے ساتھ ساتھ پنجہ بھی لڑانے لگا۔ یہ نیا لڑکا ہمجولیوں میں اجن کہلاتا تھا بڑے اسے اجمل کہہ کر پکارتے تھے۔

یوں سمجھنا چاہیے کہ اس نے زندگی کا آغاز اکھاڑے سے کیا۔ پہلوانی کا شوق زندگی کا پہلا شوق تھا۔ آگے چل کر اس میں دوسرے شوق شامل ہوئے۔ پہلوانی کے بعد پنجہ کشی اور

اور پھر ایک شوق پیدا ہُوا، خوشنویسی کا شوق۔ اجن میاں خُوب تھے۔ جسم سڈول، بر میں انگرکھا، پاجامہ چست، ٹوپی دوپلی، کبھی ٹوپی کی جگہ عمامہ، طبیعت میں دھماپن۔ جس شوق سے پنجہ لڑاتے تھے اسی شوق سے خوشنویسی کرتے تھے ان انگلیوں میں دو ایسے ہُنر کہ ایک دوسرے کی ضد ہیں اکٹھے ہو گئے تھے۔ یہ انگلیاں پنجہ کشی بھی خوب کرتی تھیں اور وصلیں بھی مرغوب لکھتی تھیں۔

پہلوانی اور پنجہ کشی تو ہُنر ہُوئے کہ مردانہ اوصاف میں شمار ہوتے تھے۔ باقی کھیل کود سے اس لڑکے کو ایسی دلچسپی نہیں تھی۔ گھر سے کم نکلنا اور شرارتوں سے دُور رہنا، بڑوں کے قریب مؤدب بیٹھے رہنا اور ان کا کہا دھیان سے سُننا۔ کھیل کھیلنا تو اس طرح کا کہ اجن میاں، ہمجولیوں کے بیچ جھُوٹ موٹ کے طبیب بنے بیٹھے ہیں ہمجولیوں نے مریضوں کا روپ دھارا ہے۔ حکیم جی نبض دیکھتے ہیں اور نُسخہ لکھتے ہیں ایک دفعہ کھیل کھیل میں سچ مُچ کا علاج کر ڈالا۔ ایک بچے کو کھانسی تھی۔ دوا بھی کھائی تھی مگر آرام نہیں ہُوا تھا۔ بچہ کھیل کھیل میں حکیم اجن کے مطب میں آیا کہا کہ حکیم جی مجھے کھانسی ہے۔ حکیم جی بے ساختہ بولے کہ سرولی آم کھاؤ۔ ایسی دوا کھانے کو کس مریض کا جی نہ چاہے گا۔ آم کے آم گٹھلیوں کے دام بچے نے دبا کے آم کھائے اور خدا کی قُدرت کہ کھانسی سچ مچ جاتی رہی۔

تعلیم کی ابتدا قرآن خوانی سے ہُوئی۔ مراد آباد کے ایک صاحب تھے مولوی دائم علی کہ طب کی تعلیم کے لیے دلی آکر حکیم عبدالمجید خاں کے شاگرد بنے تھے انہوں نے اس لڑکے کو قرآن پڑھایا۔ تین سال کے اندر اندر لڑکے

نے پورا قرآن حفظ کر لیا۔

مولوی دائم علی سے قرآن پڑھنا، اکھاڑے میں جا کر کشتی کے داؤ سیکھنا۔ پنجہ لڑانا۔ باپ کے مطب میں مؤدب بیٹھ کر علاج معالجہ کے رموز کو سمجھنے کی کوشش کرنا۔ ایک شام یوں ہوا کہ ایک مریض پیٹ کے درد کا رونا لے کر مطب میں آیا۔ حکیم محمود خاں نے نسخہ لکھوایا اور مریض کو ہدایت کی کہ رات کا کھانا مت کھانا۔ کمسن بیٹے نے جھرجھری لی۔ مؤدبانہ گزارش کی کہ ابا جان اس مریض کا تو کھانے ہی سے علاج فرمایئے۔ باپ نے بیٹے کی طرف دیکھا۔ مسکرا کر کہا اچھا ہم نے یہ مریض تمہیں دیا۔ بیٹا سر جھکا کر آداب بجا لایا۔ کہا کہ ابھی دوا لے کر آتا ہوں۔ یہ کہہ کر سیدھا زنان خانے میں گیا۔

تھوڑی دیر میں کیا دیکھتے ہیں کہ آگے آگے اجن میاں پیچھے پیچھے ماما۔ وہ ماما کشتی میں سرپوش سے ڈھکا ایک پیالہ لے کر آئی تھی۔ اجن میاں نے سرپوش اٹھا کر پیالہ باپ کے سامنے رکھا اور عرض کیا کہ یہ اس مریض کو کھلا دیجئے۔ حکیم محمود خاں نے دیکھا کہ پیالے میں گرم شوربہ ہے اور اس میں روٹی کے تھوڑے ٹکڑے پڑے ہیں انہوں نے مریض سے کہا کہ کھاؤ۔ مریض نے رغبت سے شوربہ روٹی کھایا، کھا چکنے کے تھوڑی دیر بعد کہا کہ حضور اب پیٹ میں درد نہیں ہے۔ حکیم محمود خاں شفایاب مریض کو رخصت کیا۔ پھر بیٹے سے پوچھا کہ تم نے یہ کھانا کیا سوچ کر تجویز کیا۔ اجن میاں بولے کہ میں مریض کو جانتا ہوں۔ دھوبی ہے۔ صورت سے معلوم ہو رہا تھا کہ سیدھا گھاٹ سے آ رہا ہے۔ میں نے سوچا کہ دن بھر کپڑے دھوتا رہا ہے کھایا کچھ نہیں۔ جلوے معدہ سے یہ درد ہوا ہے۔ گرم شوربہ روٹی کھلاؤ یہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی خرابی پیدا ہوئی تو آپ سنبھالنے کے لیے موجود ہیں۔ باپ نے بیٹے کا جواب سنا گلے لگایا، شاباشی دی۔

اب لڑکا پندرہ سولہ کے سن میں تھا۔ مسیں بھیگ چلی تھیں۔ قرآن پڑھتے پڑھتے تین سال گزر چکے تھے۔ قرآن حفظ ہو چکا تھا۔ مسجد تو گھر کے دروازے ہی سے لگی ہوئی تھی۔ مسجد میں جا بیٹھنا اور دیر تک تلاوت کرنا۔ گھر والوں نے اجن میاں کا یہ رنگ دیکھا تو ملا کہنا شروع کر دیا۔

حفظ قرآن کے ساتھ مولوی دائم علی رخصت ہوئے۔ اب دوسرے معلم آئے اور دوسرے علوم کی تعلیم شروع ہوئی۔

یہ وہ وقت تھا جب ہند اسلامی تہذیب کی کوکھ سے پیدا ہونے والی تعلیمی روایت بے سہارا ہو کر بیٹھ رہی تھی زمانہ بدل چکا تھا، سہارا دینے والے اب ایک نئی اور اجنبی تعلیمی روایت کا آغاز پہلے ہی اس شہر میں دلی کالج کی صورت ہو چکا تھا۔ اب اسی شہر سے ایک شخص اس نئی تعلیم کا مبلغ بن کر اٹھا تھا اور اسی شہر سے دلی کالج کے چند تعلیم یافتہ اس کے لیفٹیننٹ بن گئے تھے۔ علی گڑھ میں ایک نئی درسگاہ کھل چکی تھی اور دلی کے مختلف گھرانوں کے چشم و چراغ وہاں سے نئی روشنی لے کر واپس بھی آ چکے تھے۔ لیکن شریف منزل میں پچھلی تعلیمی روایت پر اعتبار قائم تھا۔ اجمل خاں کی تعلیم و تربیت اسی روایت میں ہوئی۔ منطق، فلسفہ، طبیعات، ادب، فقہ حدیث، تفسیر، ان سب میں اٹھارہ، انیس برس کی عمر تک خاصی استعداد حاصل کر لی۔ (باقی آئندہ)


۱۰۰ ڈراپس
جوشاندی
ڈراپس
خوش ذائقہ
استعمال میں نہایت آسان
گلے کی خراش کی مفید دوا
اجمل


JOSHANDI Sip AJMALI
Soluble
Herbal Sip for Cold, Coryza and Cough
جوشاندی اجملی سِپ
نزلہ، زکام کھانسی کے لیے
دواخانہ حکیم اجمل خان (پرائیویٹ) لمیٹڈ پاکستان
JOSHANDI Sip

PERMISSION No: 5374

Monthly **AJMAL** Lahore

No.7 (A Publication of Dawakhana Hakeem Ajmal Khan (Pvt) Ltd. Vol. 1

FAX ● 7120542 —— TEL ● 7354226

